



انسٹی ٹیوٹ آف پبلیسی اسٹڈیز
اسلام آباد

چینی نظام تعلیم : نظریاتی و انتظامی پہلو

سلیم منصور خاں

چینی نظام تعلیم : نظریاتی و انتظامی پہلو

سلیم منصور خالد

نظام تعلیم کے مطالعہ کے لیے چین کا انتخاب اس لیے کیا گیا ہے کہ فی زمانہ جن چند نظریاتی ممالک نے اپنی آئیڈیالوجی کو تعلیم میں سمونے کا تجربہ کیا ہے ان میں چین ایک نمایاں مقام رکھتا ہے۔ پھر اس لیے بھی اسے ترجیح دی گئی ہے کہ اس کا کہنا ہے۔ ”روس نے مارکسزم اور لینن ازم میں ترمیم پسندی اختیار کر کے گمراہی کا راستہ چنا ہے“ جبکہ اپنے بالے میں اس کا دعویٰ یہ ہے کہ ”چین نے ترمیم پسندانہ روش کو اختیار نہیں کیا البتہ تجدید اشتراکیت کا تجربہ کیا ہے“

اس مطالعہ کا مقصد پاکستان کے تناظر میں چین جیسے نظریاتی ملک کے نظام تعلیم سے استفادہ کرنا ہے۔ یہ مطالعہ تیار کرتے وقت ہمارے پیش نظر یہ رہا ہے کہ نظام تعلیم پر اعداد و شمار کے گورکھ دہندوں میں پڑنے کے بجائے اس بات کو دیکھا جائے کہ چین میں نظام تعلیم پر کمیونسٹ پارٹی اور ریاست (State) کی کیا گرفت ہے۔ پھر نظریاتی حوالے سے رہنمائی کا کیا طریقہ کار ہے؟ ہمیں اعتراف ہے کہ خصوصاً مؤخر الذکر پہلو پر مطلوبہ رہنمائی کے لیے ہمیں بہت ہی کم اشارات میسر آ سکے ہیں۔ تاہم جو کچھ پیش کیا گیا ہے ان کا آغاز

زیادہ تر چین کے سرکاری ذرائع ہیں، نیز تنقیدی لٹریچر سے اکتساب اور چین کے طلبہ سے ملاقاتیں کر کے بھی نتائج اخذ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

پس منظر

کسی قوم کے مزاج اور طرز حیات کو کسی مخصوص سانچے میں ڈھالنے کی بنیادی اکائی تعلیم ہے اور یہی شعبہ مطلوبہ بنیادوں پر استوار کیے جانے کا سب سے زیادہ استحقاق رکھتا ہے۔ چنانچہ پرولتاری امریت قائم کرتے وقت لینن نے کہا تھا۔

”نوجوانوں کی تعلیم تنظیم اور تربیت کے کام کو جو بنیاد سے بدل ڈالنے کے بعد ہی ہم نوجوان نسل کی محنت و حیا نفسانی کی بدولت ایک ایسا سماج حاصل کر سکیں گے جو پرانے سماج سے مشابہ نہ ہوگا یعنی ”میکونسٹ سماج“ (لینن ”تعلیم عامہ“ ص ۹۲ ماسکو) جبکہ جدید چین کے باقی ماؤزے تنگ نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے واضح کیا کہ۔

”ہماری تعلیمی پالیسی کو ہر تعلیم حاصل کرنے والے شخص کی اخلاقی، ذہنی اور جسمانی اعتبار سے ترقی دینے اور سوشلسٹ شعور و ثقافت رکھنے والا محنت کش بنانے کے قابل ہونا چاہیے۔ مگر بہت سے نوجوان پرانے اور نئے چین کے درمیان فرق کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔“ (صدر ماؤزے تنگ کے اقوال - ص ۲۰۴ - ۳۶۴، پیکنگ ۱۹۶۷ء)۔

”ہمارے نظام کا مقصد نوجوانوں کو اشتراکی انقلابی نظام کے لیے تیار کرنا ہے۔“

(A glance at China's culture, Chai Pien, p. 8)

چینی کمیونسٹ پارٹی کے مرکزی شعبہ پراسپیکٹو کے انچارج لو تنگ سی نے اپنی خیالات کا اعادہ کرتے ہوئے اس عزم کا اظہار کیا کہ۔

”ہم یہ مصمم ارادہ رکھتے ہیں کہ تعلیم کو اشتمالیت اور سیاسیات کی خدمت کرنا ہے اور تعلیم کو براہ راست مرکزی کمیونسٹ پارٹی کی رہنمائی میں چلانا ہے۔“

(Peking Review, 10 May, 1960)

پارٹی کی رہنمائی میں اشتراکی مقاصد اور فلسفہ تعلیم کے ان تین نکات کو اجاگر کرنے کے عزم کا اظہار

کیا گیا۔

Ideological Training

۱۔ نظریاتی تربیت

Productive Physical Labour

۲۔ پیداواری جسمانی محنت

Scientific Research

۳۔ سائنسی تحقیق

چنانچہ سائنسی موضوعات کے انتخاب اور تحقیق کے مقاصد میں پوری طرح کمیونسٹ پارٹی کے سیاسی کام اور تعلیمی پروگرام کو مقدم رکھنے کا اصول اپنایا گیا۔ تاکہ اس نظام تعلیم کے مطلوبہ پھل کے طور پر ایک ”یکا اشتراکی اور اچھا ماہر“ دستیاب ہو۔ مگر اس نظام تعلیم نے ”ماہرین“ کی نسبت ”بچے اشتراکی“ زیادہ پیدا کئے۔ حالانکہ پہلے دس سال اشتراکی چین کے تمام تعلیمی اداروں کو یہ نعرہ دیا گیا تھا کہ ”ایک اچھے طالب علم کا مطلب یہ نہیں کہ وہ خود اچھا بنے، بلکہ اچھا بنے یہ ہے کہ طلبہ کا وہ پورا گرد پ تعلیم میں اچھا بنے۔“

(Education in China, Preistely, p. 3—6.)

بہر حال انقلاب کے بعد چین کی پہلی دس سالہ تاریخ نے ایک واضح منظم ریاستی تعلیم پیش کرنے کی راہ سجھائی۔

چین کا ریاستی دستور تعلیم کے حوالے سے دفعات ۴ تا ۴۴ میں اپنے اہداف کی یوں وضاحت کرتا ہے کہ۔
”چین کی تعلیم و ثقافت کی تربیت کے نتیجہ میں جاگیر داری اور فاشسٹ نظریہ کا مکمل خاتمہ ہوگا اور اس کے بجائے مادر وطن سے محبت، لوگوں سے انس، محنت سے پیار اور سائنس سے شیفٹگی بڑھائی جائے گی۔ حکومت چین پرانے نظام تعلیم کو تدریج کے ساتھ تبدیل کرے گی اور تعلیم و تدریس کے نئے ضابطے وضع کرے گی اور نئی نسل کو انقلابی فہم اور سیاسی شعور عطا کرے گی۔“

(W.S.E. Unesco, Vol. 1, p. 166-167)

ان مقاصد کے حصول کے لئے۔

۱۹۴۹ء کے فوراً بعد پورے نظام تعلیم اور تعلیمی نظم و ضبط کی تشکیل جدید پر نہایت فعالیت کے ساتھ توجہ دی گئی۔ حکومت نے تمام تعلیمی اداروں کو اپنے کنٹرول میں لے لیا اور ثبات

قدیمی سے سیاسیات و تعلیمات میں (ریاستی افکار کے ساتھ) ہم آہنگی پیدا کرنے کے لیے فوری طور پر تمام غیر ملکی مشنری تعلیمی ادارے ختم کر دیئے گئے۔ تاکہ غیر ملکی سامراجی اثرات کا بتدریج خاتمہ اور پچھلے طبقے کے وقار میں اضافہ ہو سکے۔

(Encyclopaedia of Education)

”چین کی تعلیمی زندگی کے ابتدائی دس برس میں جدید سوشلسٹ ریاست کی تشکیل کے لئے روس نے بے پناہ فنی تعاون کیا۔ اس سلسلہ میں فکری رہنمائی کا اساتذہ کی تربیت کی تیاری، نظریاتی خطوط کی پختگی کے لیے بہت سے چینی سائنس دانوں اور دانشوروں نے روس یا ترائی۔ یوں چین کے نظام تعلیم پر سے امریکی مفکر تعلیم جان ڈیوی کے اثرات دھل گئے اور روسی اثرات کا رنگ چڑھ گیا۔

آج کی دنیا میں تعلیم کے حوالے سے اس بات کا اعتراف کیا جاتا ہے کہ۔

”روسی انقلاب (۱۹۱۷ء) کے بعد جس بنیادی تصور نے پوری دنیا پر اثرات مرتب کئے وہ سیاسی، معاشرتی، اقتصادی اور ثقافتی غرض کے لیے ہر سطح پر ناخواندگی (Illiteracy) کے خلاف جدوجہد کو انقلاب کا ایک لازمی جز قرار دینا تھا۔ اس میں عوام کو خواندہ (Literate) بنانے کا مقصد درحقیقت ان میں ”سیاسی شعور پیدا کرنا“ اور ”نئی حکومت کے ذرائع کے لیے“ اہلیں ”منظم“ کرنا تھا۔۔۔۔۔ پھر اس میں تعلیم بالغاں کو بچوں کی عام تعلیم پر فوقیت اور اہمیت دی گئی جس کے نتیجے میں بعد ازاں رونما ہونے والے تمام سوشلسٹ انقلابوں کو رہنمائی ملی۔“ (لیننکو ”پیامی“ پیرس (کراچی) جولائی ۱۹۸۳ء ص ۱۰-۱۲)۔

انتظام تعلیم

چین کی مرکزی حکومت کی راہ راست نگرانی میں وہاں کا تعلیمی نظم و ضبط حسب ذیل ”مشتنوع ڈھانچے میں

کسا ہوا ہے۔

سپریم سیٹ کونسل
وزارت تعلیم

ادارے اور سرٹ

حکمران اور سرٹ

- ۱۔ پیپلز ایجوکیشن پبلیکیشن ہاؤس۔
- ۲۔ مرکزی ادارہ تحقیق برائے سائنسی تعلیم۔
- ۳۔ مرکزی ٹی وی یونیورسٹی۔
- ۴۔ مرکزی ادارہ سمعی و بصری تعلیم۔
- ۵۔ ادارتی بورڈ۔
- ۶۔ ادارہ تعلیمی انتظامیہ۔

- جنرل آفس • پالیسی اسٹڈیز • ادل شعبہ اعلیٰ تعلیم
- دوئم شعبہ اعلیٰ تعلیم • ہیڈ سائنس و ٹیکنالوجی
- (فنی و پیشہ دارانہ) • پولیٹیکل تھئوری ایجوکیشن • امور طلبہ
- ثانوی فنی تعلیم • تربیت اساتذہ • عمومی ثانوی تعلیم
- اقلیتی فرقوں کی تعلیم • جسمانی تعلیم • مزدور کسانوں کی
- مزید تعلیم و تربیت منصوبہ بندی • تعمیرات • پیداوار
- تربیات • امور خارجہ • انتظامیہ

کیونسل پارٹی اور تعلیم گاہیں

چینی حکمران پارٹی کا فرمان ہے۔

”ہم جو کچھ کرتے ہیں اور جو کچھ لکھتے ہیں اس کا تعلق کیونسل پارٹی سے ہے اور ہم صرف

(Education in China, p. 10)

پارٹی ہی کی خاطر پڑھتے ہیں۔“

اس مقصد کے لیے تعلیمی انتظامی شعبوں اور اسکولوں کو کیونسل پارٹی کی رہنمائی میں چلایا جاتا ہے۔

ہر درس گاہ بنیادی طور پر تو وزارت تعلیم و ثقافت اور نظریاتی شعبہ کے تحت ہے جس کی نگرانی براہ راست حکمران چینی کیونسل پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے ہاتھ میں ہے۔ لیکن اس شعبہ جاتی نگرانی کے ساتھ ساتھ مقامی کیونسل پارٹی کے ارکان جب چاہیں درس گاہ کی کارکردگی کو چیک کر سکتے ہیں، ادارے پر نگاہ رکھ کر حکام بالا کو رپورٹ کر سکتے ہیں اور ان کی رپورٹوں پر تبادلوں، برطرفی یا سسز تک دی جاسکتی ہے۔ نظریہ یہ ہے کہ ”پروٹائپ ریاست کے ہر شعبے کی کارکردگی پر نگاہ رکھتے اور قانونی ضابطوں میں بہتے ہوئے محاسبہ کرنے کا ذمہ دار ہے۔ دوسرے لفظوں میں نہائی حد تک تو درس گاہوں پر مرکز نگران ہے، جب کہ عملی تقاضوں سے عہدہ برائے ہونے کے لئے مقامی کیونسل

پارٹی اور کمیونسٹ یوٹیلیٹی اثر انداز رہنے کی زیادہ صلاحیت رکھتے ہیں۔
 ”کمیونسٹ پارٹی کی لیڈرشپ یہ چاہتی ہے کہ درس گاہوں میں سیاست کی بالادستی ہو، مزدوریت،
 (Proletariat) کا غلبہ ہو، تاکہ مارکسی لیننی فکر مضبوطی سے جم سکے۔“ (Ibid. p. 16)

چنانچہ یونیورسٹی میں سیکرٹری کا ایک ہمدہ ہے جس کا کام انتظامی امور کی نگرانی ہے۔ اس شخص کا تعلیمی امور سے کوئی
 تعلق نہیں ہوتا بلکہ اس کے فرائض میں یہ شامل ہے کہ وہ یونیورسٹی کی فضا کو اشتراکی انقلاب کے مقاصد کے مطابق
 بنائے اور قائم رکھے۔ (اشتراکی چین۔ ارشاد احمد حقانی۔ ص ۶۲)۔

در عام قاعدہ کے مطابق کسی کالج یا یونیورسٹی کا سربراہ وہ ہوتا ہے جو ممتاز اسکالر، ماہر تعلیم یا ایک اچھا
 منتظم ہو لیکن چین میں یہ روایت رہی ہے کہ یونیورسٹیاں تو ایک طرف نہیں، فنی اسکولوں اور کالجوں کے
 سربراہوں کے لیے بھی یہ ضروری نہیں کہ وہ سائنسدان یا انجینئرز ہوں بلکہ ان کی استعداد بجز اس کے سوا کچھ نہیں
 ہوتی کہ وہ پرجوش انقلابی یا مشہور کمیونسٹ ہوں جن کو علم و فن سے کوئی خاص علاقہ نہیں ہوتا۔ (آج کا چین۔
 ص ۱۰۱)

استاد کا مقام

چینی معاشرے میں استاد کو نہایت اہم اور بنیادی مقام حاصل ہے۔ اس لیے اساتذہ کے انتخاب کے وقت
 اولاً ان کی نظریے سے وابستگی اور عملی کردار کی سختگی ثانیاً قابلیت اور لبا اوقات پارٹی سے عملی رفاقت کو ملحوظ
 رکھا جاتا ہے۔ درحقیقت اشتراکی نظام کی کارفرمائی پارٹی ڈسپلن کے بعد اساتذہ کی محنت ہی کی مرہون منت
 ہے۔ اساتذہ پر بنائے منصب سرکاری ٹریڈ یونین پچرز یونین کے ممبر ہیں جو پارٹی کی ذیلی تنظیم ہے۔

(Education for a Proletariat)

اساتذہ کے انتخاب کے بعد ان کو لازمی ذہنی و عملی تربیت دی جاتی ہے۔ جو کم سے کم تین سال پر محیط
 ہوتی ہے۔ اور دوران تدریس مختلف ریفریشنگ کورسز کے ذریعے ان کو فنی و نظریاتی تربیت دی جاتی ہے اور
 متعلقہ مضمون کے بارے میں نئی تحقیقات سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ پہلے پہل استاد کے معنی نچتہ کار (Red)
 ماہر ہی تھا مگر تعلیم کی اہمیت کے پیش نظر آہستہ آہستہ یہ تسلیم کیا گیا کہ اسے تعلیمی ماحرین کے ہاتھوں ہی میں
 ہونا چاہیے۔ مگر پھر بھی بعض پروفیسروں کی تعلیم برائے نام ہوتی۔ کسی خاص شعبے میں خصوصی مہارت اور تجربہ

رکھنے والوں کو مثلاً ایک کامیاب بھیڑیں پالنے والے کو
(Animal Husbandary) کا پروفیسر مقرر کیا جاسکتا ہے۔

(China Reconstruction, May 1974)

اساتذہ کو تنخواہیں ان کی قابلیت اور تجربے کی بنیاد پر دی جاتی ہیں۔ اسناد کے مرتبے کو بڑھانے کے لیے یسٹن اور ماؤزے تنگ کو بھی اسناد ہی کی نسبت سے پکارا جاتا ہے۔ اساتذہ کی تنخواہوں کا سکیل حسب ذیل جدول سے ظاہر ہوتا ہے۔

درجہ	کم سے کم عام طور پر	زیادہ سے زیادہ
اسکول	۵۰ یوان	۱۳۰ یوان
یونیورسٹی ٹیچر اساتذہ *	۵۳ یوان	۷۰ یوان
(Asstt Lecturer)		
یونیورسٹی لیکچرار	۷۰ یوان	۱۳۰ یوان
یونیورسٹی پروفیسر	۲۰۰ یوان	۳۰۰ یوان

(چین، ۱۹۷۷ء، ص ۱۹۵)

پرائمری سے پہلے تعلیم

چینی حکومت، بچوں کے لیے پرائمری سے پہلے کے ہمہ پہلو (All Round) تعلیم و تدریس کے پروگرام بھی رکھتی ہے جو اس طرح سے ہے کہ میاں بیوی ڈیوٹی پڑھاتے وقت بچوں کو نرسری میں چھوڑ جاتے ہیں۔ یہ نرسیاں دو طرح کی ہوتی ہیں۔ ایک وہ جن میں بچے کو صبح چھوڑ دیا جاتا ہے اور شام کو واپسی پر والدین انہیں لے لیتے ہیں۔ دوسری وہ کہ جس سے بچے کو ہفتہ وار چھٹی ہی کے روز گھر لایا جاسکتا ہے۔

”ترسری کی تعلیم میں چینی زبان، گنتی، حساب، موسیقی، ورزش، منظر کشی، کے مضامین ہیں“ (چین،

* اب اسسٹنٹ لیکچرر کی تنخواہ ۵۷ یوان اور یونیورسٹی لیکچرر کی تنخواہ ۸۰ یوان سے زیادہ ہوتی ہے نیز بڑے شہروں میں

تنخواہیں کم اور دور دراز علاقوں میں نسبتاً زیادہ ہیں۔ ایک یوان : ۱۵ پاکستانی روپے۔

ہیں۔ جمیل الزمان ص ۲۲) یہ مضامین بچوں کو کھلونوں، کارٹونوں، دستاویزی سلائیڈز اور آرٹ کے نمونوں کے ذریعے پڑھائے جلتے ہیں۔ چھوٹی ٹھوٹی کہانیاں اور نغمے سنا کر قوم اور ”رہنما“ سے پیار، ماں باپ کا احترام اور عوام کی خدمت کرنا سکھایا جاتا ہے۔ بچوں کو نغمے یاد بھی کرائے جاتے ہیں اور قص بھی سکھایا جاتا ہے۔ چونکہ اس نوعیت کی نرسیاں اکثر شہروں میں ہیں اور دیہات میں بہت کم ہیں اس لیے جہاں لوگ اپنے بچوں کو نرسی میں نہیں چھوڑ سکتے وہاں ان کے بڑھے بزرگ انہی خطوط پر تعلیم دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ بچوں کو چیرمین ماؤ کے تین تنظیمی نکتے اور آٹھ ترجمہ طلب امور بھی ذہن نشین کرائے جاتے ہیں۔

کنٹر گارڈن (نرسیاں) مختلف نوعیت کی ہیں۔

الف۔ پورے دن کی نرسیاں جہاں بچے آٹھ سے دس گھنٹے تک رہتے ہیں اس دوران میں انہیں کھانا دیا جاتا ہے۔ اور دیر کو سلا یا بھی جاتا ہے۔ کھانے کی رقم والدین ادا کرتے ہیں۔

۱۔ (۱) اپنے اعمال میں احکام کی پابندی کرو۔

(۲) لوگوں سے ایک سوئی بھی یاد دھاکے کا ایک ٹکڑا بھی نہ لو۔

(۳) ہر مقبوضہ چیز اوپر دے دو۔

۲۔ (۱) نرمی سے بات کرو۔

(۲) مناسب قیمت پر چیز خرید دیا۔

(۳) جو چیز قرض کے طور پر لو اس کو واپس کر دو۔

(۴) جس چیز کو تم سے نقصان پہنچے اس کا معاوضہ ادا کرو۔

(۵) لوگوں کو نہ مارو نہ گالیاں دو۔

(۶) نقصان کو نقصان نہ پہنچاؤ۔

(۷) عورتوں کے ساتھ دست کھل کر کھیلو۔

(۸) تیندیوں کے ساتھ برا سلوک نہ کرو (اکتوبر ۱۹۴۸ - اقبال ماؤص ۳۱۸ - ۳۱۹)۔

- ب۔ رہائشی نرسیاں جہاں سے بچوں کو ہفتہ میں صرف ایک بار گھر جانے کی اجازت ہوتی ہے۔ (WS.E. Unesco, Vol. 2, p. 254)
- ج۔ نصف یومیہ نرسیاں جہاں بچوں کو چار گھنٹے تک زیر تربیت رکھا جاتا ہے، یہ وقت دوپہر سے پہلے کا بھی ہو سکتا ہے اور دوپہر کے بعد کا بھی۔
- د۔ عارضی یا موسمی ایسی نرسیاں سرکاری سطح پر مختلف علاقوں میں قائم ہوتی رہتی ہیں۔

ج اور د قسم کی بیشتر نرسیاں ثقافتی انقلاب کے بعد ختم کر دی گئی ہیں اور اب فنی چند مقامات پر باقی رہ گئی ہیں۔

مجموعی طور پر کنڈرگارٹن کی تعداد سترہ لاکھ چار سو ہے اور ایک کروڑ پندرہ لاکھ آٹھ ہزار بچے زیر تربیت ہیں۔

ثقافتی انقلاب کے دوران ایسے رہائشی کنڈرگارٹن میں طلباء اور اساتذہ کا تناسب ۲۲: ۵۶۴۔ تک ہو کر رہا تھا اور ایک بچے سے ۱۰ یو این ٹیوشن فیس ماہانہ وصول کی جاتی تھی (چینستان چین - ص ۲۲)۔

یہراٹمری تسلیم

آج کے چین میں ایک کروڑ چھیالیس لاکھ ستائیس ہزار بچے، نو لاکھ سترہ ہزار تین سو پرائمری اسکولوں میں زیر تعلیم ہیں۔ ابھی پرائمری تعلیم کا ہر بچہ انتظام نہیں ہو سکا۔

(Beijing Review, 24 Jan, 1983, vol. 26, No. 4)

پرائمری اسکولوں میں ریاضی، چینی، معلومات عامہ، جغرافیہ، پینٹنگ، موسیقی، مطالعہ فطرت لازمی مضامین ہیں۔ ریاضی کی اہمیت اس لحاظ سے زیادہ ہے کہ اس کے ذریعے آئندہ فزکس کیمسٹری وغیرہ کو سمجھنا اور جاننا آسان ہو سکتا ہے۔ چینی زبان سے یہاں مراد تلفظ کے لحاظ سے بیجنگ کی مرکزی اسٹنڈرڈ زبان ہے جو پورے ملک کی واحد رابطہ زبان ہے۔ اور یہی زبان ریاستی نظریات پہنچانے کا اہم ذریعہ ہے۔ البتہ مختلف علاقوں میں پچاس سے زیادہ زبانیں بولی، لکھی اور سمجھی جاتی ہیں چینی زبان کی جملہ اصناف ادب و فنون کہانی، ڈرامہ، نظم، طنز و مزاح وغیرہ اور سٹیج ڈراموں میں انقلابی و فکر، مارکسی اخلاقیات اور اشتراکی تعلیمات کو سمجھ

دیا گیا ہے اور یہی اصول محکمات عامہ و مطالعہ فطرت کے مضامین پیش نظر رکھے گئے ہیں۔ پرائمری سکول کے بچوں کو پانچ عشق سکھائے جاتے ہیں چیرمین ماؤسے، کمیونسٹ پارٹی سے، محنت و مشقت سے، اپنے سوشلسٹ ملک سے اور اجتماعیت سے، (چینستان چین - ص ۹۹) مگر ثقافتی انقلاب کے خاتمہ کے بعد اب صرف تین عشق سکھائے جاتے ہیں یعنی پارٹی سے، ملک سے اور سوشلسٹ نظام سے عشق۔ اس مقصد کے لیے قومی ہیرو وز کے حوالے سے جذبہ پرورد تحریریں نصاب میں شامل ہیں۔

چونکہ سیاست اور معاشیات خشک نوعیت کے مضامین ہیں اس لیے پرائمری کلاسز میں ان کو براہ راست تو نہیں پڑھایا جاتا البتہ موقع کی مناسبت سے یہ چیزیں بالواسطہ طریقہ پر بڑی مہارت کے ساتھ بچوں کے ذہن میں اتارنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

۱۹۷۷ء کے بعد چین کے اسکولوں میں نئی درسی کتب کو جاری کیا گیا ہے تاکہ اس لازمہ کی جگہ لی جاسکے جو ثقافتی انقلاب کے دوران ترتیب دیا گیا تھا۔ ”وہ نصاب معیار کے لحاظ سے غیر متوازن نصاب تھا۔“ اب اخلاقی قدروں

کو بھی پرائمری سکول کی تعلیم و نصاب میں شامل کیا گیا ہے۔ (B.R. 24 Jan, 1983)

پرائمری اسکولوں میں فلم، آرٹ اور جناسٹ کے مظاہروں تک کو انقلابی فکر و فلسفہ کی آبیاری کے لیے بھرپور انداز میں استعمال کیا جاتا ہے۔ بچوں میں تخلیقی قوتوں کو ابھارنے کی غرض سے دست کاری سکھائی جاتی ہے اور چھوٹے چھوٹے کھلونے بنانے سکھائے جاتے ہیں۔ جو فروخت تو نہیں ہوتے البتہ اس کے نتیجے میں اسناد کو ادلا کر یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ بچے کا رجحان کس طرف ہے۔ ثانیاً یہ کہ بچہ آغاز ہی سے محنت اور ذہنی لگن کے ساتھ تعمیر اور تخلیقی کام کرنے سے مانوس ہو جاتا ہے۔ بچوں کو ٹین لگانا اور پالش کرنا بھی سکھایا جاتا ہے تاکہ انہیں اپنے کام خود کرنے کی عادت ہو۔

جسمانی صحت کی جانب پوری توجہ دی جاتی ہے۔ کلاسیں شروع ہونے سے قبل آدھا گھنٹہ ورزش کرائی جاتی جاتی ہے، صبح ساڑھے آٹھ سے ساڑھے گیارہ بجے تک تدریس ہوتی ہے اور پھر ۲ گھنٹے کے لیے تفریح ہو جاتی ہے۔ عموماً ۵ منٹ کا پیر پڑھتا ہے اور ہر پیر پڑھنے کے بعد دس منٹ کی تفریح اس کے علاوہ ہے۔ بچے دو بجے دوبارہ اسکول آتے ہیں اور چار بجے تک پڑھتے ہیں۔ اس کے بعد چھٹی ہو جاتی ہے۔ سر دیوں اور گرمیوں میں نظام الاوقات تبدیل کیا جاتا ہے۔ (Time-Table)

اسکولوں میں بچوں کو جسمانی سزا دینے کا سرے سے تصور ہی نہیں ہے کہ اس سے کچھ خوف زدہ ہو کر بھری طور

پر کام کرتا ہے۔ اسی طرح بچوں کو گالی دینا بھی سختی سے منع ہے کیونکہ اس طرح بچے کے دل میں استاد کا احترام باقی نہیں رہے گا اور اس کا یہ نفرت بھرا ذہن بڑا ہو کر قوم میں نفرت کے بیج بونے کا باعث بنے گا۔ کسی غلطی، خطا یا کاہلی پر بچوں کو پیار سے سمجھایا جاتا ہے۔

بچے کے خوابیدہ جوہر (Talent) کو تعمیری رُخ دینے کے لیے استاد کلاس میں اور بعض اوقات کلاس کے بعد بھی سمجھاتے ہیں اور یہ ذہن نشین کرتے ہیں کہ علم میں سچائی کیا ہے؟ اور اس کا حصول کیونکر ضروری ہے۔ تقریباً ہر کیونٹن میں ایک پرائمری اسکول قائم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

گزشتہ دنوں سرکاری طور پر اعتراف کیا گیا تھا کہ ۹۳ فیصد طلبہ پرائمری اسکولوں میں داخلہ دیتے ہیں مگر ان میں سے صرف ۵۰ فیصد طلبہ پرائمری تعلیم مکمل کر پاتے ہیں۔ طلبہ میں ناکامی کی یہ شرح شہروں کی نسبت دیہاتوں میں زیادہ ہے۔ اس ناکامی کے پس منظر میں بہت سے عوامل کارفرما ہیں۔ آزادی کے ۳۰ سال بعد آج بھی دیہاتی طلبہ میں محنت و مشقت کے لیے تعلیم چھوڑنے کا عام رواج ہے۔ اس کی بڑی وجہ گھریلو معاشی مشکلات ہیں۔ نیشنل طلبہ کے لیے دور دراز چل کر تعلیم کے لیے جانا قابل عمل نہیں۔“ (B.R. 24 Jan, 1983)

اسکولوں کے بچوں کو نظریاتی شعور دینے کے لیے صحافت کو بھی ایک طاقتور ذریعہ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس مقصد کے لیے بچوں کے لیے بچوں کے خصوصی اخبارات، رسالے، فلم اسٹوڈیوز وغیرہ کا اہتمام کیا گیا ہے۔ ایسے جرائد میں سادہ زبان استعمال کی جاتی ہے اور قومی و سرکاری معاملات اور چین پر چاہانی حملوں پر مشتمل چھوٹی چھوٹی کہانیاں شائع کی جاتی ہیں۔ اس وقت بچوں کے دس اخبار اور آٹھ رسالے شائع ہو رہے ہیں جن کی اشاعت کر ڈوں میں ہے۔ صرف بچوں کے لیے کتب شائع کرنے کے لیے پانچ طباعتی ادارے قائم ہیں جنہاں سے حال ہی میں اڑھائی ہزار نئی کتب شائع ہوئیں۔ ان میں ستر مختلف سیریز ہیں۔ اور دوسو جلدوں پر مشتمل جو نیر انسائیکلو پیڈیا ہے۔“ (Pakistan Times, Lahore, 15 Oct 1982 by Yi Shui)

مڈل و ثانوی اسکولز: پرائمری اسکول کی تعلیم کے بعد چین میں مختلف نوعیت کے سیکنڈری مڈل اور

۱۔ کیون آٹھ سے دس پیداداری بریگیڈ پر مشتمل ہوتا ہے۔ ہر پیداداری بریگیڈ میں ۶ سے دس تک پیداداری ٹیمیں ہوتی ہیں اور ہر پیداداری ٹیم میں ۱۵ سے ۲۰ تک مرد، بچے، عورتیں ہوتی ہیں۔

فنی اسکول ہیں جن میں

- ۱۔ سیکنڈری اسکول -
- ۲۔ سیکنڈری سپیشلائزڈ اسکول -
- ۳۔ سیکنڈری ٹیکنیکل اسکول -
- ۴۔ آرڈینری مڈل اسکول -
- ۵۔ سیکنڈری ذریعی و وکیشنل اسکول -

پرائمری تعلیم کی تکمیل کے بعد تقریباً پندرہ فیصد طلبہ مڈل اسکولوں میں پہنچتے ہیں۔

(The Muslim, Islamabad, 19 March, 1982)

مڈل اور ہائی اسکول کی تعلیم میں جیتی ادبی، انگریزی، ریاضی، کیمسٹری، فزکس، تاریخ، جغرافیہ کے لازمی مضامین ہوتے ہیں (کچھ عرصہ پہلے تک زراعت کی تعلیم بھی لازم تھی مگر اب نہیں) انگریزی کو دنیا کے ساتھ رابطے اور جدید سائنسی تحقیقات سے براہ راست متعارف ہونے کے لیے کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ چینی اور انگریزی ادبیات کو بھی ریاست کی نظریاتی و انقلابی جدوجہد کے پس منظر میں پیش کیا جاتا ہے۔ تاریخ کا مضمون تیسرا اہم ترین مضمون ہے جس میں بندر کی نسل سے اب تک چین کی انسانی تاریخ کا ارتقاء پڑھایا جاتا ہے۔ جدید چین کی سیاسی تاریخ جنگ افیون (۱۸۳۹ء) سے شروع ہو کر کمیونسٹ پارٹی کی جدوجہد، جاپان سے جنگ مزاحمت، انقلاب چین اور اس کے بعد پیش آمدہ واقعات پر مشتمل ہے۔ اسے مڈل اور ہائی اسکول کی کلاسوں کے لیے مرحلہ وار پڑھایا جاتا ہے۔ ہائی اسکول کی کلاسوں میں اس کے ساتھ دنیا کی تاریخ کے اہم واقعات اور سیاسی معاملات کے آثار چٹھاؤ سے آگاہ کیا جاتا ہے۔

ہمہ پہلو مجموعی نصاب میں اشتراکی شعور سمودینے کے باوجود یہ ضرورت محسوس کی گئی ہے کہ میر کہ تک کے طلبہ کو اختصاصی بنیادوں پر نظریاتی تعلیم اور تربیت دی جائے۔ اس کے لیے ۱۹۸۰ء کے بعد حسب ذیل لازمی مضمون کا اضافہ کیا گیا۔

(Youth Training)

جماعت ششم (تربیت نوجوانان)

(یہ مختلف مضامین کا

مجموعہ ہے)

General Understanding of Laws.

جماعت ہفتم (قانون کی عمومی سمجھ)

Brief History of Social Development

جماعت ہشتم (معاشرتی ترقی کی مختصر تاریخ)

Elementary Political Economy

جماعت نہم (نیادری سیاسی معاشیات)

سینئر مڈل اسکول

Dialectical Materialism

جماعت دہم (جدلیاتی مادیت)

(B. R. 24, Jan., 1983.)

۱۹۴۹ء کے بعد ۱۹۶۶ء تک ان طلبہ کو جو اسکولوں میں اپنے آپ کو کثرت ذہن اور گھبرائے ہوئے محسوس کرتے تھے ان کو دو قطعی مختلف مراحل میں تعلیم دی جاتی تھی۔ پہلے مرحلہ میں انہیں کمیونزم، اس کی ابتدا، نشوونما اور ترقی کی شدید کرائی جاتی تھی اور اس کے ساتھ ہی اقتصادیات، سیاسیات، تاریخ، مارکسی مسائل کے دو ایک نصاب پڑھاتے جاتے تھے۔ دوسرے مرحلہ میں انہیں ایسے کاموں کی تعلیم دی جاتی جن کے لیے کسی خصوصی ذہانت کی ضرورت نہیں ہوتی مثلاً اہل چلانے کی تعلیم، یا ظروف سازی یا دیڈنگ کی تعلیم۔ ایسے کاموں میں انہیں ماہر بنا دیا جاتا حتیٰ کہ ایسے طالب علم ایک جنونی کمیونسٹ اور ماہر کارگر بن جاتے یعنی ”سرخ ماہر“ (راج کاپین - ص ۹۷)۔

فنی تعلیم

کمیونسٹ پارٹی کے ہمہ پہلو تعلیمی پالیسی کے نفاذ کے لیے زرعی و فنی مڈل و سیکنڈری اسکول کھولے گئے۔

(“Agricultural School” Half Work Half Study Vocational Schools)

جیسے سکولوں کا ۱۹۵۸ء میں پہلی مرتبہ قیام عمل میں آیا۔ پیش نظر یہ تھا کہ اس طرح ”زرعی طرز کے دانش ور پیدا ہوں جو پڑھ لکھ سکتے ہوں اور جدوجہد کر سکتے ہیں۔“ صنعتی اور زرعی جہازت پیدا کرنے کے لیے کمینسٹوں اور شہری علاقوں میں ان اسکولوں کو قائم کیا گیا تاکہ عوامی بیداری سیاسی تربیت اور پیداواری محنت پر وہاں چڑھ سکے۔ ان دونوں ایسے تعلیمی اداروں سے تعلیم حاصل کرنے کا زیادہ رجحان ہے تاکہ ملکی پیداوار بھی بڑھائی جاسکے اور طالب علم اپنا

۱۔ نیادری سیاسی معاشیات ”اور“ جدلیاتی مادیت ” بعد میں یونیورسٹی سطح کے طلبہ کو تفصیل کے ساتھ پڑھائی جاتی ہے۔

معاشی مستقبل بھی جلد از جلد سنوار سکے۔ ان فنی تعلیمی اداروں میں ٹڈل کے بعد طلبہ کو خاصے مشکل امتحان سے گزر کر داخلہ ملتا ہے۔ چینی زبان، سیاسیات، ریاضی، فزکس اور کیمسٹری ان اداروں میں لازمی مضامین ہیں۔ نیز فنی نوعیت کے مضامین (Botany, Planting, Cultivation Techniques, Soil Science, Plant Physiology Pathology, Genetics)

دیگر بھی پڑھائے جاتے ہیں۔ (Education in China p. 28—33)

یہاں نظریاتی اور فنی تدریس کا یکساں انتظام ہے اور پارٹی پراپیگنڈہ کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ اس حوالے سے کلاس روم کے تحت سیاہ پر اکثر، کمزری کمیونسٹ پارٹی کی تازہ قراردادوں اور خصوصاً پیپلز ڈیلی کے مقالوں یا اہم نوعیت کے اداریوں اور تبصروں کی وضاحت کی جاتی ہے۔ اگر یہ نہ ہوں تو پھر مارکسی اخلاقی قدروں اور صحت مفائی سے متعلقہ امور درج کئے جاتے ہیں۔ یا پھر جسمانی صحت میں رشک (Competition) کے جذبات پیدا کرنے کے لیے کھیلوں میں لڑکوں لڑکیوں کے تازہ ترین ریکارڈ درج کئے جاتے ہیں۔ (چینستان چین - ص ۱۶)۔

اد پرچن فنی تعلیمی اداروں کا ذکر کیا گیا ہے انہیں آپ پاکستان کے پالیٹیکنیکل انسٹیٹیوشن یا ذریعہ کا انجمن پر مشمول کریں۔ اس حوالے سے اعلیٰ فنی تعلیم کے اداروں میں جب میڈیکل اور انجینئرنگ آتے ہیں تو یہ پیش نظر رہے کہ چین میں انجینئرنگ اور میڈیکل کی تعلیم کو وہ مقام حاصل نہیں ہے جو غیر سوشلسٹ دنیا میں ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے کہ ابتدائی، ثانوی تعلیم سب کے لیے یکساں ہے۔ اس کے بعد امتحانی نتائج اور ذہنی رجحانات کے مطابق ہی طلبہ کو میڈیکل، انجینئرنگ کامرس یا انتظامیات کی تعلیم کا مستحق ضرورت کے مطابق خود وزارت تعلیم ہی طے کرتی ہے فنی تعلیمی اداروں میں ”داخلے“ کے لیے پیش نظر ترجیحات (Priority) یہ ہوتی ہیں۔ (۱) تمام مسائل کو مارکسی نظریات کے تحت حل کرتے کی صلاحیت (۲) اچھی صحت (۳) کام کرنے کی ذہنی صلاحیت (چین - سرزمین اور باشندے“ علی ناصر، ص ۹۵)

نظام امتحانات

چین کی تعلیمی زندگی میں سخت ترین شعبہ امتحانات کا ہے۔ سال میں دو ششماہی امتحان ہوتے ہیں۔ جن میں متعلقہ مقامی استاد ہی پرچہ بناتا ہے، تحریری امتحان لیتا اور انٹرویو کرتا ہے اور دہی مارکنگ بھی کرتا ہے۔ نیز

ہر طالب علم کی کارکردگی اور ذہنی رجحانات کے بارے میں اپنی رپورٹ لکھتا ہے۔ ہر ششماہی کے دوران میں بعض مضامین کے ہفتہ وار اور بعض مضامین کے ماہانہ ٹیسٹ ہوتے ہیں۔ یہ نمبر بھی سالانہ نتائج پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ گویا کہ مروید سمسٹر سسٹم (Semester System) سے بھی زیادہ سخت نظام ہے۔ امتحانی پرچہ جات میں چوائس بہت کم ہوتا ہے۔

یونیورسٹی یا دیگر اعلیٰ تعلیمی اداروں میں داخلے کے لیے جو خصوصی امتحانات ہوتے ہیں وہ سہارے ہائر سیکنڈری بورڈ کی طرز پر لے جاتے ہیں۔ یعنی خفیہ پیپر سٹنگ اور خفیہ مارکنگ۔ حکمہ تعلیم ریاست کی ضرورت کے مطابق مطلوبہ تعداد کو ہی داخلے دیتا ہے اور طلبہ و طالبات کی لقیہ تعداد کو چارہ دنا چارہ علی زندگی نیکٹری، کھیت میں قدم رکھنا پڑتا ہے۔ تاہم اگر وہاں بھی محنت کے ساتھ ساتھ وہ کوئی امتحان پاس کریں تو اعلیٰ تعلیم کے لیے داخلے کے مستحق قرار دیا جاسکتے ہیں۔

داخلہ

اعلیٰ فنی یا تعلیمی اداروں میں داخلے کی شرط قومی سطح پر مقابلے کا امتحان

(National Entrance Examination) ہوتا ہے۔ اس امتحان کے لیے تین معیار مقرر ہیں۔ اولاً یہ کہ امیدوار کا انداز فکر سوشلسٹ سانچے میں ڈھلا ہوا اور اسے معلوم ہونا چاہیے کہ ریاست کے جملہ مسائل کے متعلق مارکسی انداز فکر کیا ہے۔ ثانیاً یہ کہ وہ صحت مند ہو کیونکہ کورس پر عبور حاصل کرنے کے لیے جس سرگرمی کی ضرورت ہوتی ہے اس کے لیے صحت بنیادی عنصر ہے۔ اس لیے ایسے طلبہ کو بھی داخلہ نہیں دیا جاتا جو ذہین تو ہوں مگر جسمانی طور پر بیمار ہوں، کیونکہ ایسے طلبہ تعلیم کو درمیان میں چھوڑ جاتے ہیں جس سے ایک صحت مند اور مقید طالب علم کی حق تلفی ہوتی ہے۔ (اب معرور اور بیمار طالب علموں کے لیے علیحدہ یونیورسٹی قائم کی جا رہی ہے) ثالثاً یہ کہ طالب علم میں ایسی ذہنی قابلیت ہو جو اس نصاب کے لیے ضروری ہے۔ پہلے معیار کو جانچنے کے لیے ہائی اسکول تک طالب علم کی کڑی نگرانی کی جاتی ہے جس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ کون سا طالب علم سوشلزم اور حکمران پارٹی کے حق میں پر غور ہے یا سرد مہر۔ اس نوعیت کی رپورٹیں مسلسل تیار ہوتی رہتی ہیں۔ (آج کا چین ص ۱۰۰)۔

”ثقافتی انقلاب“ کے دوران داخلے کا یہ نظام تبدیل کر دیا گیا تھا۔ تعلیمی ادارے بند ہو رہے تھے، کہ اکتوبر ۱۹۷۶ء میں اس ”ناخوشگوار اندرونی انقلاب“ کا خاتمہ ہوا جس کے بعد ۶۳۳ اعلیٰ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں

اعلیٰ تعلیم کے لیے دوبارہ قومی سطح پر امتحان متعارف کرایا گیا۔ اس امتحان میں ساٹھ لاکھ طلباء و طالبات شریک ہوئے۔
مگر صرف تین لاکھ طلبہ میٹرک کے بعد اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے حق دار ٹھہرے۔

(China Quarterly, London, June, 1982, p. 282.)

اعلیٰ تعلیم

شناختی تعلیم کے بعد اعلیٰ تعلیم کا درجہ آتا ہے۔ جس میں ملکی سطح پر منعقد ہونے والے مقابلے کے امتحان میں کامیاب طلبہ و طالبات کو داخلہ دیا جاتا ہے۔ یونیورسٹیوں کے باسے میں گورنمنٹ کی پالیسی یہ ہے کہ اعلیٰ تعلیم چونکہ پارٹی کے مفادات اور عامۃ الناس کی نظریاتی تبدیلی کیلئے ہے۔ اس لئے اس کا سختی سے کنٹرول کیا جائے گا کہ وہ یونیورسٹی کی تعلیم پائیں۔ ۱۹۸۰ء میں چین کی وزارت تعلیم کے کل چائنا تعلیمی سینیئر میں یہ اعتراف کیا گیا کہ اس سال (۱۹۷۹ء) ثانوی تعلیم کے بعد صرف ۳ فیصد طلبہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے مستحق ٹھہرے ہیں۔

(New Times, 25 Nov 1980, — vid Jiang Nanxiang)

اس وقت چین میں یونیورسٹیاں اور یونیورسٹی سطح کے اداروں کی تعداد ۶۷۵ ہے۔ جہاں گیارہ لاکھ چالیس پوزیٹس ہزار طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ ان میں طالبات ۲۳ فیصد ہیں اور اساتذہ کی تعداد دو لاکھ سینتالیس ہزار ہے۔

یہ یونیورسٹیاں پانچ قسم کی ہیں۔

- ۱۔ غیر فنی (عمراتی، سائنسی علوم)
- ۲۔ فنی (انجینئرنگ، طب، زراعت وغیرہ)
- ۳۔ اختصاصی (وسیع پیمانے پر تحقیقی)
- ۴۔ سائنسی و عمراتی علوم کے اساتذہ کی تربیتی یونیورسٹی۔
- ۵۔ ٹیلنٹ ڈیزین یونیورسٹی

ان یونیورسٹیوں میں ایک سو سے زائد ہی اختیاری مضامین (Elective Subjects)

پیش کئے جاتے ہیں۔ گریجویٹیشن پر دو گرام چار سالوں پر محیط ہے۔

مضامین کے پچوں کی تقسیم چین نے اپنی ضروریات کے مطابق کی ہے۔ مثلاً یونیورسٹی پولیٹیکل انٹناکس

ڈیپارٹمنٹ میں تین سال کے دوران:-

پہلے سال، چینی کمیونسٹ پارٹی کی تاریخ۔

دوسرے سال، مارکس، اینگلس، ماؤ کی تخلیقات و فلسفہ۔

تیسرے سال سیاسی معاشیات پڑھائی جاتی ہے۔ (حیستان چین - ص ۱۶)

اسی طرح (۱) شعبہ تاریخ میں چینی انقلاب کی تاریخ - (۲) شعبہ مبادیات مارکسیت میں لینن ازم کمیونزم اور سوشلزم کے نئے نصابات - (۳) شعبہ فلسفہ میں ماؤ کی فلسفیانہ فکر - (۴) شعبہ معاشیات میں چینی کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کی دستاویزات وغیرہ کا مطالعہ بطور خاص شامل ہے۔

(Education in China, p. 44)

یونیورسٹی کی تعلیم کے دوران عمرانیات کے طلبہ کو فیلڈ ورک کے ذریعے اور انچرجل سائنس کے طلبہ کو تجربہ گاہوں میں استعداد بہم پہنچائی جاتی ہے۔

میڈیکل کالج کے ایک ڈین نے بتایا کہ ہم مغربی اور دیرینہ چینی طریقے علاج پڑھاتے اور سکھاتے ہیں۔ دوم یہ کہ طلبہ کے لیے آدرش اور ایڈیالوجی کی تربیت کو اولین اہمیت دیتے ہیں تاکہ فرد انسانی خدمت کے جذبے سے سرشار ہو اور ذاتی منفعت پر قومی مفاد کو ترجیح دے۔ اس سلسلہ میں طلبہ کو مارکس، لینن، ماؤ کی تحریریں ذہن نشین کرائی جاتی ہیں۔ پرانے کارکنوں کو ان درس گاہوں میں تقریروں کے لئے بلایا جاتا ہے تاکہ طلبہ ماضی کی دلخراش داستانوں سے واقف ہوں اور جدوجہد کے مدارج سے آگاہ ہو سکیں۔ (حیستان چین - ص ۱۰۷)

۳۔ ذاتی تدریس - ذاتی تدریس (Self study or Private Study)

سے مراد یہ ہے کہ بغیر کسی سے رہنمائی لیے ہر عمر کا فرد اپنی یونیورسٹی کے امتحانات میں بیٹھ سکتا ہے۔ اگر وہ مطلوبہ ڈپلومہ یا ڈگری حاصل کر لے تو اس کے اعتراف میں اس کی ترقی کے امکانات موجود ہوتے ہیں۔

۵۔ ٹیلی ویژن یونیورسٹی اس وقت چین میں بڑی تیزی سے مقبولیت حاصل کرنے والا تدریسی ادارہ بن رہی ہے۔ چونکہ ملک میں درس گاہیں کم ہیں اور لوگوں کی بڑی تعداد خواندگی کی طلب گار ہے جس کے نتیجے میں اس صورت حال میں محنت و مشقت اور درس گاہوں کی قلت اس طلب اور ضرورت کی راہ میں ”دیوار چین“ بن جاتے ہیں۔ بے شمار ایسے افراد ہیں جو مالی مجبوریوں کے باعث سلسلہ تعلیم جاری نہیں رکھ سکتے ان کے لیے ٹیلی ویژن یونیورسٹی کے کورسز اور نصابات مسیحائی کا باعث بن رہے ہیں۔ اس وقت چائنا ٹیلی ویژن یونیورسٹی کے

صوبوں اور یونیورسٹیوں میں ۲۹ سنٹر ہیں جہاں سے پروگرام نشر کئے جاتے ہیں۔ اب یونیورسٹی کے تحت رجسٹرڈ طلبہ کی تعداد چار لاکھ دس ہزار ہے، جبکہ نو ہزار طلبہ تین سالہ پروگرام میں داخل ہیں اور بیس ہزار طلبہ ایک یا ایک سے زائد مضامین کا علم حاصل کر رہے ہیں۔

(China Quarterly, June 1982, p. 283-284)

ٹیلی ویژن یونیورسٹی سے مختلف اوقات میں لیکچر دیئے جلتے ہیں اور خواہش مند مزدور یا طالب علم ان کو رسر کو کھیت یا فیکٹری میں کام کے دوران اجازت مانگ کر سن سکتے ہیں۔ بعض لیکچر رات کے وقت ہوتے ہیں ان سے بھی استفادہ کیا جاتا ہے۔ بعد ازاں یونیورسٹی امتحانات اس ذوق علم کا وزن کرتے ہیں اور مستحق افراد کو ڈپلومے عطا کئے جاتے ہیں۔

اس یونیورسٹی میں چینی ادب، انگریزی، فزکس، میکانیٹک (Mechanics) برقیات کیمسٹری، ریاضی وغیرہ مضامین بھی پڑھائے جاتے ہیں۔ عملی رہنمائی کے لیے یونیورسٹی کے مختلف مراکز بنا رکھے ہیں اور تجربہ گاہوں کا بھی اہتمام ہے۔

بیجنگ یونیورسٹی چین کی تمام یونیورسٹیوں میں کلیدی حیثیت رکھتی ہے۔ اس میں گزشتہ برس دس ہزار سات سو طلبہ زیر تعلیم تھے۔ یونیورسٹی میں داخلے کی اہلیت کے لیے تیس سال سے کم عمر اور سیکنڈری امتحان کا پاس ہونا ضروری ہے۔ طلبہ کی تربیت کے لیے تدریسی عملہ کا تناسب (Ratio) یہ تھا۔ فل پروفیسر: ۱۳۴- ایسوسی ایٹ پروفیسر ۵۱۶- لیکچرارز: ۱۳۷۳ (یعنی کل فیکلٹی نمبرز کی تعداد ۲۸۰۰ تھی)۔

(B.R. 24 Jan, 1983) فل پروفیسر کی اوسط عمر ستر سال ہے ان اعداد و شمار سے طالب علم کی رہنمائی کے لیے استاد کی ضرورت اور اہمیت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

موجودہ آج کل چین میں یونیورسٹی طلبہ بورڈروائی ذہنیت سے متاثر ہو رہے ہیں اور ان کا نظریاتی شعور تحلیل ہو رہا ہے۔ اس لیے ہنگامی بنیادوں پر ”جدید چین کی تاریخ“ اور ”قدیم چین کی تاریخ“ پر خصوصی لیکچرز دے کر طلبہ کے اشتراکیت پر عقیدے کو مضبوط اور نظریہ زندگی کی سمت کو صحیح کرنے پر خصوصی توجہ دی جا رہی ہے۔ (Ibid)

نہایت : چین میں حکومت لٹریچر تعلیم، اساتذہ اور امتحانات کے ذریعے تعلیم پر باضابطہ کنٹرول

رکھتی ہے۔ تمام نصابی کتب اور مضامین مرکزی سطح پر وزارت تعلیم کی ہدایت کے مطابق تیار اور شائع کیے جاتے ہیں۔
فنی علوم کی کتابیں ابتداً روسی ماہرین کی ہی لکھی ہوتی تھیں لیکن اب یورپی زبان سے بھی اخذ و ترجمہ کیا جانے لگا ہے۔

خالص فنی علوم کے طلبہ کے لیے بھی اشتراکیت کے فلسفے، تاریخ، اور پارٹی جدوجہد کی روداد کا مطالعہ لازمی ہے۔

انقلاب کے فوراً بعد اقتصادیات، سیاسیات، تاریخ، سماجیات، شماریات، انسانیات کے روایتی نصاب یکسر منسوخ کر کے یونیورسٹیوں سے خارج کر دیئے گئے۔ ("آج کا چین" ص ۹۵) اور ان علوم کو نئے سرے سے اشتراکی فلسفے کی روشنی میں مرتب کیا گیا۔

اشتراکی نقطہ نظر سے نصابیات کی تیاری کا اس قدر ہمہ گیر انتظام، کمیونسٹ پارٹی کی ہوش مندی کی دلیل ہے۔ وہ نئی نسل کو فکری طور پر اپنے ساتھ ملانے اور چلانے کے لیے کوشاں ہے ("اشتراکی چین" ص ۲۳۰-۲۳۲)۔

ملک گیر پیمانے پر تدریسی نصاب (۱۹۷۱ء کے بعد) پر مکمل نظر ثانی کرتے ہوئے از سر نو مدون کرنے کا انتظام کیا گیا ہے تاکہ اختصاصی تعلیم کے کورسوں میں داخلہ لیتے والے طلبہ کی مجموعی، اخلاقی، ذہنی اور جسمانی نشوونما بہتر ہو سکے اور وطنی اشتراکی فکریات سے ان کے ذہن تقویت حاصل کر سکیں۔

(B.R. 24 Jan 1983)

مالیات

مالی مشکلات کے باوجود چین کے مرکزی بجٹ کا ۱۵ فیصد، صوبائی بجٹ کا ۲۵ فیصد اور کاؤنٹی یا بلدیاتی بجٹ کا ۳۵ فیصد تعلیم و تدریس کے لئے مختص کیا جاتا ہے۔ ثقافتی انقلاب کے بعد تعلیم کے لیے نسبتاً زیادہ رقم مختص کی جا رہی ہے۔
(W.S.E. Unesco Vol. 5, p. 319)

فیس

ابتداءً تعلیم مفت تھی لیکن سٹیٹ کونسل کے فیصلے کے مطابق ۱۹۵۹ء کے بعد ہر سطح پر طلبہ سے ٹیوشن

فیس لی جانے لگی۔ مثلاً آج کل پرائمری اسکول کے طالب علم سے ۴ یوآن (ساتھ روپے) سالانہ ٹوشن فیس لی جاتی ہے۔ مڈل اور ہائی اسکول میں ۶ یوآن (۹۰ روپے) سالانہ فیس لی جاتی ہے۔ یونیورسٹی سے گریجوایشن کے چار سال کے دوران میں طالب علم کو ۴۰۰ یوآن، درسی کتب کے لیے دینے پڑتے ہیں۔

(B. R. 24 Jan 1983)

ضروریات

طالب علم کو تمام ضروریاتِ تعلیم مثلاً درسی کتب، کاپی، قلم، ڈرائنگ کا سامان وغیرہ خود خریدنا پڑتی ہیں اور یہ کفالت اس کے والدین کرتے ہیں۔ جو والدین یہ رقم دینے سے قاصر ہوں ان کے بچے زیورہ تعلیم سے آراستہ نہیں ہو پاتے اور درمیانی مراحل میں ہی تعلیم کا سلسلہ منقطع کر کے محنت و مشقت کے میدان میں جا اترتے ہیں۔ اگرچہ عوامی وظائف کا اہتمام ہے لیکن بہت کم طلبہ اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ اسی طرح بعض حالتوں میں فیس میں رعایت بھی کر دی جاتی ہے۔

ہوسٹل

حکومت چین نے ہوسٹلوں کو مقاماتِ تعیش نہیں بنایا اور ملکی وسائل کے مطابق ہی یہ انتظام کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ملک کی سب سے اچھی یونیورسٹی آف جینگ میں ۱۲ مربع میٹر کے کمروں میں اوپر تلے تین بستروں پر چھ طالب علم رہائش پذیر ہوتے ہیں اور ان کے کمرے سامان سے اٹے پڑے ہوتے ہیں۔

(B.R. 24, Jan 1983)

ہر طالب علم کو ہوسٹل میں صرف کھانے کے اخراجات خود برداشت کرنا پڑتے ہیں۔ جو ۶ یوآن سے ۱۰ یوآن (پاکستان کے ۱۲۶ روپے سے ۱۵۰ روپے) تک ہیں۔ جب کہ تعلیمی اداروں کو راشن رعایتی قیمت پر ادا کیا جاتا ہے۔ بجلی، کمرے، وغیرہ کا کرایہ وصول نہیں کیا جاتا۔

روزگار

تعلیم مکمل کرنے کے بعد، خصوصاً پیشہ وارانہ تعلیم یافتہ طلبہ کو باسسانی ملازمت مل جاتی ہے۔ باقی طلبہ کو

بعض اوقات ہمیں انتظار کرنا پڑتا ہے۔ لیکن انتظار کی یہ گھڑیاں زیادہ طویل نہیں ہوتیں، یہاں روزگار کا حصول بڑا مسئلہ نہیں ہر آن یہ دھڑکا لگا رہتا ہے کہ کہیں انہیں گھر سے دور ڈیوٹی پر نہ بھیج دیا جائے۔ چین میں شرح معاش آزاد دنیا کی نسبت بہت کم ہے۔

مخلوط تعلیم

انقلاب سے پہلے اور انقلاب کے بعد چند سال تک طالبات کے کچھ علیحدہ تعلیمی ادارے تھے۔ مگر کمیزنٹ پارٹی کے ایک فیصلے کے بعد ۱۹۵۵ء میں نرسری سے لے کر اعلیٰ تعلیمی مدارج تک مکمل طور پر مخلوط تعلیم کا نظام اختیار کیا گیا۔ ماہرین اشتراکیت کا خیال ہے کہ اس طرح قومی اخراجات اور جنسی تناؤ (Tension) میں کمی واقع ہوتی ہے۔ طلبہ و طالبات کا یونیفارم ڈھیلا ڈھیلا اور تقریباً ایک جیسا ہوتا ہے۔ اشتراکی حکومت نے ایتد قریباً ہاں تک چھوڑ دے دی تھی کہ ہوسٹل میں لڑکے لڑکیاں اکٹھے رہ سکتے تھے۔ وہ اکٹھے کھانا کھاتے اور تالاب میں اکٹھے غسل کرتے۔ (اشتراکی چین ص) آج کل صورت حال یہ ہے کہ تمام ہوسٹلوں کی نجلی منزلوں میں طلبہ رہتے ہیں اور اوپر والی منزل طالبات کے لئے مختص ہوتی ہیں۔ باقی تمام معاملات تعلیم مل کر ہی ادا کئے جاتے ہیں۔

جنسی تعلیم

اشتراکی چین نے اس پہلو پر سختی سے عمل درآمد کیا ہے کہ فحش لٹریچر کو کسی صورت پھیلنے نہ دیا جائے کہ اس سے نئی نسل ذہنی اور جسمانی طور پر کمزور نہ ہوتی ہے۔ دوسری جانب ان کا یہ بھی خیال ہے کہ جسے اخلاقی کرپشن (Corruption) کرنا ہوتا ہے اسے اگر آپ الگ رکھیں گے تو وہ پھر پھسل جائیگا۔ لیکن مذکورہ کڑے نظام تعلیم اور اساتذہ کی عقبانی نظروں کے باوجود طلبہ و طالبات میں "پھسل" جانے کے اکاؤ کا واقعات ہوتے رہتے ہیں اور اس کی سزا "نتیجے کے مطابق" دی جاتی ہے نتیجہ ظاہر نہ ہو سرنش کی جاتی ہے یا درس گاہ سے نکال دیا جاتا ہے۔ بعض استثنائی صورتوں میں قید و موت تک کی سزا بھی دی جاتی ہے۔ تیرہ سال کی عمر میں طلبہ کی مشترکہ کلاسوں میں ہر دو اصناف کی جسمانی تبدیلیوں، اعصاب اور اعضائے جنس کے بارے میں تفصیل سے بتایا جاتا ہے۔ (چینستان چین ص ۲۵)

ثقافتی انقلاب اور تعلیم

ماؤ نے آزادی کے فوراً بعد کہا تھا کہ ”ہمیں انقلاب سے پہلے کے نظام تعلیم کو احتیاط اور تدریج کے ساتھ تبدیل کرنا ہوگا۔ اس بات کا بھی ماؤ نے اعتراف کیا کہ“ ۱۹۶۶ء تک حقیقی اشتراکی تصور تعلیم متعارف نہ کرایا جاسکا۔“

(A Glance at China's Culture, p.11)

۱۹۶۰ء میں انقلاب کے بعد پہلی بار چین نے تعلیمی اداروں پر سیاسی تعلیم اور کنٹرول کو آہستہ آہستہ کم کیا، مگر ۱۹۶۶ء کے پروتاریہ ثقافتی انقلاب میں دوبارہ اور بڑی شدت کے ساتھ تعلیمی زندگی پر ریاستی سیاسیات کا علیہ شروع ہوا۔ ماؤ نے تنگ کی براہ راست رہنمائی میں طلبہ انقلاب کے ہر اول دستے کے طور پر آگے بڑھے اور زندگی کے ہر شعبے پر نظریاتی شدت کا اثر ڈالا۔ سرخ محافظوں (Red Guards) نے ”ترمیم پسندانہ تعلیم“ پر حملہ کیا تو ثقافتی انقلاب کے رہنماؤں کی فکر کے مطابق بورژوائی اور سرمایہ دارانہ ذہنیت کا عکس تھی۔ ماؤ نے کہا تھا ”طلبہ کو چاہیے کہ ترمیم پسندی کے بیج ذہن سے اکھاڑ پھینکیں“۔ چنانچہ اس مقصد کے حصول کے لیے کالجوں میں داخلہ کا قومی نظام امتحانات ختم کر دیا گیا۔ کہا گیا کہ تعلیمی اداروں میں داخلہ کے لیے بورژوائی پس منظر رکھنے والے طلبہ ہی کو ترجیح دی جائے گی تھی۔ ”ترمیم پسندانہ“ خیالات رکھنے والے اساتذہ اور طلبہ سے ان درس گاہوں کو پاک کر دیا گیا۔

(Encyclopaedia of Education, p. 102)

طلبہ کو نظریاتی ریلیوں (Rallies) اور ”انقلاب دشمنوں“ کے خلاف مارچ کرنے کا نیا میدان ہمایا گیا گیا۔ اساتذہ اور طلبہ کو کہا گیا کہ وہ عملی میدان میں مزدوروں اور کسانوں کی مدد کے لیے آئیں۔ اور ۱۹۶۷ء میں بہت سے اسکولوں کو کچھ عرصہ کے لیے اور کالجوں کو عرصہ دراز کے لیے بند کر دیا گیا۔ اور اس دوران میں زرعی تعلیم کے لیے طلبہ اور اساتذہ کو حیاتیات علاقوں میں طویل دوروں پر روانہ کیا گیا تاکہ وہ زرعی عملیات (Practices) کو حتم سر دیکھیں۔ اور خود کر سکیں۔۔۔۔۔ میڈیکل کے طلبہ کو اساتذہ کی نگرانی میں مختلف مدت کے لیے دیہاتوں اور پہاڑی علاقوں میں روانہ کیا گیا تاکہ وہاں کی آب و ہوا، مریضوں کی تشخيص، لوگوں کی معاشرتی زندگی اور ان کے مسائل سے براہ راست آگاہ ہو سکیں۔ اسی طرح انجینئرنگ اور سائنس کے طلبہ کو بھی فیکٹری ایریا میں کمپ لگا کر فکرو عمل کا مشاہدہ کرایا جاتا۔“

(Education in China, p. 16)

اسی طرح مڈل اسکول پاس کرنے کے بعد جو طالب علم زرعی کالج میں تعلیم حاصل کرنا چاہتا تھا اسے دو سال کھیتوں میں عمل

کاشت کاری کرنا پڑتی۔ اور عملاً زرعی کاری دیہاتوں میں منتقل ہو گئے۔ (A Glance at China Culture, p. 13, 17) ان کا کہنا تھا کہ ”ثقافتی انقلاب سے قیل درس گا ہوں سے ایسے ”کتابی کیرے“ پیدا کئے جاتے تھے جن کا مقصد تعلیم حاصل کر کے افسر بننا، اور مزدوروں کسانوں کو گھٹیا جاننا تھا۔“ (چینستان چین، ص ۱۵)

ماؤ کے انتقال (ستمبر ۱۹۶۷ء) کے بعد چین میں کمیونسٹ پارٹی کی نئی حکومت نے انقلاب کے واقعات اور حکمت عملی پر کڑی نکتہ چینی کی۔ حتیٰ کہ چار کے لٹے (بشمول بیوہ ماؤ، پر قوم سے غداری کا مقدمہ بھی چلایا۔ اس اندرونی ثقافتی انقلاب کے باسے میں ۱۹۷۶ء کے بعد کی حکومت نے کہا کہ سرمایہ دارانہ، ترمیم پسندانہ رجحانات اور دانشوروں کے خلاف واضح منصوبہ بندی کئے بغیر ”عوام“ کو انقلاب کی ذمہ داریاں سونپنے کے نتیجے میں بہت سے ”قیمتی انقلابی“ رہنما اور کارکن اشتعالی کا رر وایتیوں کا ”شکار“ کرائے گئے۔ چنانچہ آج کے چین میں ثقافتی انقلاب کا دس سالہ دور (۷۶ - ۱۹۶۶ء) ایک المیہ ڈرامے کی شکل میں ابھرتا ہے۔

یوتھ لیگ

نئی نسل کو منظم کرنے کے لیے کمیونسٹ پارٹی نے ابتدائی دور میں کمیونسٹ یوتھ لیگ کے نام سے ایک تنظیم قائم کی ہے۔ اس کا ممبر ۲ سال سے کم عمر کا ہر شہری، دیہاتی، نوجوان بن سکتا ہے، چاہے وہ پڑھا لکھا ہو یا ان پڑھ ہو۔ اس کی ممبر شپ بالعموم اچھے، محنتی، ذہین اور نظریاتی شعور رکھنے والے نوجوانوں کو دی جاتی ہے اور کمیونسٹ پارٹی کی رکنیت بڑی حد تک انہی میں سے معیار مطلوب پر اترنے والے نوجوانوں کو عطا کی جاتی ہے۔ تعلیمی اداروں میں یوتھ لیگ کے مہدیاران وہی کردار ادا کرتے ہیں جو ہلے ہاں اسٹوڈنٹس یونین ادا کرتی ہے لیکن یوتھ لیگ اسٹوڈنٹس یونین سے بدرجہا طاقتور ہے کیونکہ اسے پوری طرح حکومت اور حکمران پارٹی کی سرپرستی و آئینہ باز حاصل ہوتی ہے۔

اس وقت کمیونسٹ یوتھ لیگ آٹ چائنا کے ممبران کی تعداد چار کروڑ اسی لاکھ ہے۔ ان میں چودہ سال سے اٹھائیس سال کی عمر کے درمیان لڑکے لڑکیاں شامل ہیں۔ اس قوت کو چینی کمیونسٹ پارٹی کی ”ریزرو فورس“ کہا جاتا ہے۔ آج کل کمیونسٹ پارٹی کے سیکرٹری جنرل ہو یا وینگ، یوتھ لیگ کے ممبر ہوا کرتے تھے۔

(B.R. 2 May, 1983)

چین، مذہب اور تعلیم

مارکسی اخلاقیات، مذہب کی سخت دشمن واقع ہوئی ہیں۔ اشتراکی چین شروع روز سے اس نظریہ پر عمل پیرا رہا ہے۔ سپینڈ ڈیلی میں ۳۰ اکتوبر ۱۹۹۲ء کو اعلان کیا گیا کہ مذہب دراصل دنیا کی ماہیت کے متعلق ایک غلط تصور ہے جس کی کمیونسٹ پارٹی حمایت نہیں کر سکتی۔ کمیونسٹ پارٹی کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ عوام کے لیے بخود تعلیم کا انتظام کرے تاکہ وہ اس قابل ہو جائیں کہ بتدریج غلط تصورات کو خیر باد کہہ سکیں۔

(Moslems in China Today, Davidlu p. 58-59)

اس حوالے سے چین کے مجموعی نظام تعلیم کا رویہ مذہب کے بارے میں منفی رہا ہے مگر اب ثقافتی انقلاب کی پھرہ دستیوں سے سبق حاصل کرنے اور انتہا پسندانہ باتیں بازو کے رجحانات سے پسپا ہونے کے بعد نئی حکومت کا مذہب کے بارے میں رویہ کچھ لچکدار ہوا ہے۔ مسلم علاقوں میں طلبہ کو اسلام کے بارے میں چند ابتدائی باتیں بتانے کی اجازت دے دی گئی ہے۔ یونیورسٹی کی سطح پر مذہبیات (Theology) کو اختیاری مضمون کے طور پر متعارف تو کرایا گیا ہے مگر عملی زندگی میں اس کی ”کھیت“ نہ ہونے کے سبب گرم خوشی کا فقدان ہے۔

الغرض مجموعی نظام تعلیم اور ہمہ گیر نظام زندگی کا رویہ بدستور مذہب دشمنی پر مبنی ہے۔

ادب اور تعلیم

ادب کو کئی درجوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے مثلاً المیہ، طربیہ، رزمیہ، رومانوی قوم پرستانہ، اخلاقی وغیرہ وغیرہ۔ دیگر ممالک میں عموماً عشقیہ، المیہ اور طربیہ ادب کو اسی ترتیب کے ساتھ نصاب میں اختیار کیا جاتا ہے۔ مگر چین میں طلبہ و طالبات کے لئے ادب کا انتخاب کرتے وقت مارکسی اخلاقیات، انقلابی درسبات، رزمیہ ہدایات کو ملحوظ رکھا جاتا ہے۔ اگرچہ کلاسیکی لٹریچر سے بھی انتخاب لیا گیا ہے مگر وہ بھی سر اسر طبقائی شعور کی آبپاری کے لیے ہے۔ اس ادبی روایت میں نظم، ڈرامہ، افسانہ، ہم جوئی اور طنزیات شامل ہیں۔ نظمیں عموماً طلبہ کو یاد کرا دی جاتی ہیں تاکہ طالب علم نگرشی شعور حاصل کر سکے۔ اس کرتے اور ریاسیت پھیلانے والے نفسیاتی ادب کو درس گاہوں کے قریب بھی نہیں پھٹکنے دیا جاتا۔

ہائی کلاسز میں جاکر تھوڑا سا رومانی ادب شامل نصاب کر دیا جاتا ہے البتہ ادبیات میں اعلیٰ تعلیم حاصل

کرنے والے طلبہ کو تمام نوعیت کے اصناف ادب سے متعارف کرایا جاتا ہے۔

جسمانی صحت

اشتر کی ممالک میں بچوں کی صحت و جسمانی تربیت کا نظام قابل رشک ہے۔ چنانچہ چین میں جسمانی تربیت تمام طلبہ و طالبات کے لیے پرائمری ہی سے لازمی ہے۔ کارل مارکس کے مطابق ”بچے کو تعلیم بھی دی جائے، پیداواری محنت بھی لی جائے، جتنا سنگ بھی سکھائی جائے تاکہ شخصیت پوری طرح نشوونما پاسکے“۔ مارکس تو یہاں تک کہتا ہے کہ ”نو سال سے بارہ سال تک کے بچوں کو گھر پر یا کسی کارخانے میں ہر روز دو گھنٹے، تیرہ سال سے پندرہ سال تک کے بچوں کو چار گھنٹے، اور سولہ سال سے سترہ سال تک کے بچوں کو چھ گھنٹے کام کرنا چاہیے“ (”مختصر تعلیم نمبر ۹، ص ۱۹۷“)

فوجی تربیت

۱۹۷۹ء سے قبل تمام صحت مند شہریوں پر لازمی فوجی تربیت کا قانون نافذ تھا جس کے تحت ہائی اسکول سے لے کر بعد کے تمام تعلیمی مدارج میں باقاعدہ فوجی تربیت دی جاتی تھی۔ یونیورسٹی میں طلبہ کو ایک مہینہ فوجی کیمپ بھی رکھا جاتا تھا۔ مقصود قوم میں ڈسپلن پیدا کرنا اور (Militarized Character) ایجاد کرنا تھا۔ مگر ۱۹۷۹ء کے بعد یہ حکمتا مہر غیر موثر کر دیا گیا ہے۔ اب لازمی فوجی تربیت کا کوئی نظام نہیں ہے۔

آرٹ

آرٹ میں فلم، پینٹنگ، ڈرامے اور بیلی کو انقلابی افکار کی تفہیم و تشہیر کا اہم ذریعہ بنایا گیا ہے۔ صحافت بھی اس میدان میں نمایاں خدمات انجام دے رہی ہے۔

غیر ملکی طلبہ مسائل

”بیردنی ممالک سے تعلیم حاصل کرتے کے لیے جانے والے طلبہ کو پہلے تو چینی زبان کا خصوصی کورس پاس کرنا پڑتا ہے (ابتدائی ایام میں انگریزی کا سہارا لیا جاتا ہے) غیر ملکی طلبہ کے لیے کھانے کی اشیاء خریدنے کے لیے الگ دوکانیں ہیں۔ جہاں انہیں عام چینی شہریوں کی نسبت خاصے مہنگے دامن اشیاء ملتی ہیں۔ اور کپڑے یا کھانا

ٹمٹ (راشن کارڈ) دکھا کر حاصل کیا جاتا ہے۔ (لوٹے وقت، لاہور ۲۳ جولائی)۔

یہ تعلیم اور نئی نسل

تعلیمی دنیا میں جس نے، چین کی نئی نسل کو کئی الجھنوں کا شکار کیا ہے، جس کا اعتراف گاہے گاہے غور چین میں ہوتا رہا ہے (۲۵ نومبر ۱۹۸۰ء کی اشاعت میں (New Times, Moscow) مضمون نگار (Mr. V. Trov) نے چینی دستاویزات کے حوالے سے ”چینی اپنی نظر میں“ کے زیر عنوان بالخصوص چند اقتباسات دیئے ہیں۔

”نئی نسل میں کام“، پر ایک کانفرنس میں کہا گیا کہ ”ہماری نئی نسل منتشر ذہن ہے بے مقصد ہے۔ پارٹی مفاد سے بے بہرہ ہے، انا کا شکار ہے اور انتہا پسندانہ خود نفسی کے گنبد میں بند ہے۔ اس لیے اس کو اٹھارے کا ماضی موقع دیا گیا ہے۔“

- چھوٹی بچیاں کمیون پر کام کرتی ہیں کام کے بوجھ کے سبب اکثر بچے پرائمری کے پانچ سال کی تعلیم بھی مکمل نہیں کر پاتے۔ (روزنامہ نان فنگ)
- اس وقت بہت سارے اضلاع میں پرائمری اسکول تک موجود ہیں ہیں نتیجہً نوجوانوں میں ناخواندگی کی شرح بڑھ رہی ہے (پیسبلز ڈیلی)
- دیہات میں تعلیم کا پھیلاؤ رکا ہوا ہے، اسکولوں میں بچوں کی تعداد زیادہ ہے، تدریس کا معیار کم تر ناقص اور گرا ہوا ہے (پیکنگ ڈیلی)
- بہت سے نوجوان سرمایہ داری اور سوشلزم کا تصور نہیں رکھتے۔ ان کی سوچ ابھی تک پریشان فکری کا مرقع ہے۔ اس پر طرہ یہ کہ جدید اور قدیم نسل کے درمیان اہتمام و تعلیم کے امکانات بھی سرزد ہیں۔ بہت سے نوجوان بے روزگاری کے ہاتھوں پریشان ہیں نوجوانوں میں روز بروز جرائم بڑے پیمانے پر رواج پکڑ رہے ہیں جو قومی استحکام و امن کے لیے زبردست خطرے کی گھنٹی ہے۔

(ژونگو ٹینگ نیا باؤ)

اے بلاشبہ یہ اقتباسات سیاق و سباق سے کاٹ کر پیش کئے گئے ہوں گے اور بدیہی پر مبنی ہوں گے۔ لیکن ہم ان کو مدق اس لئے پیش کر رہے ہیں تاکہ ہم عقیدہ کمیونسٹ ریاست سے بھی کچھ اشلے مل جاتیں۔

• سنگھائی کے اسکول کی ایک طالبہ نے لکھا ”میں نے اپنی زندگی میں جن لوگوں کو دیکھا ہے ان میں منافقت انا پرستی اور ظلم و تعدی کے سوا کچھ نہ پایا۔ یہ دیکھ کر میں فیصلہ نہیں کر پائی کہ میں کیسی انسان بنوں۔ میں آج تک زندگی کی شاہراہ تلاش نہیں کر سکی۔ (پیسینز ڈیلی)

جینگ یونیورسٹی یوتھ لیگ نے حال ہی میں ایک سرنے کیا جس کے مطابق۔

• ”۵ یونیورسٹی طلبہ (آرٹس، سائنس فیکلٹی) میں سے ۷۰ فیصد نے کہا کہ اگر ہم مغربی نظریات و کلچر کو سمجھیں تو ہمارے لیے مددگار ہوگا اور مارکس ازم کے لیے نقصان دہ نہیں ہوگا۔۔۔۔۔ یہ احساس طلبہ کی اس طلب کا غماز ہے جو وہ دنیا سے کٹ جانے کی وجہ سے رکھتے ہیں۔

• ۸۶ فیصد طلبہ نے کہا کہ ”مغربی نظریات و کلچر ہمارے نظریات مارکس ازم پر بری طرح اثر انداز ہوں گے۔

• ”۲۱ فیصد طلبہ مغربی افکار کے بارے میں کوئی رائے ظاہر کرنے سے قاصر تھے۔“ ۱۹۸۲ء میں جینگ یونیورسٹی کے۔۔۔ طلبہ سے عقیدے کے سوال پر سرنے کیا گیا۔ برل آرٹس کے ایک طالب علم نے لکھا ہے مارکسزم پر میرا عقیدہ ہے مگر میرا یہ عقیدہ صرف جذباتیت کی پیداوار ہے۔“

ایک اور طالب علم نے کہا ”جے شک وہ مارکس ازم اور مارکس کے خیالات پر یقین رکھتا ہے مگر حقیقت نظریے سے بہت ہی ہٹی ہوئی ہے۔“ ۳۴ طلبہ نے لکھا کہ ان کا کوئی صاف اور واضح عقیدہ نہیں ہے۔

(B.R. 24 Jan, 1983)

اشارات

چینی نظام تعلیم کے نظریاتی پہلوؤں کے مطالعہ کے بعد یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ۔

۱۔ کمیززم کے پرولتاری جبر کو ایک طے شدہ اسکیم کے تحت ریاست کی تعلیم پر حاوی کیا گیا ہے، جس

میں فرد سے زیادہ ریاست کو، اور ریاست سے زیادہ پارٹی مفادات کو اہمیت حاصل ہے۔

۲۔ اس اہمیت کے پیش نظر اساتذہ کے انتخاب و تربیت کو کلیدی حیثیت دی گئی ہے۔

۳۔ درس گاہوں کے معمولات پر نگرانی کے لیے ہیرو کو ایسی پراعتماد کرنے کی بجائے پارٹی اور یوتھ لیگ پر

اعتماد کیا گیا ہے۔

۴۔ نصاب تعلیم میں مارکسی فکریات اور طبقاتی انقلابی شعور کو سمونے کی ہر ممکن مگر تدریجاً کوشش کی گئی ہے

لیکن اس کے باوجود مارکسزم کو لازمی مضمون کے طور پر بھی اختیار کیا گیا ہے۔

۵۔ طاقتور قوم کے لیے صحت مند ذہن اور صحت مند ذہن کے لیے صحت مند جسم کو عملی طور پر نافذ کرنے

کے لیے پرائمری اسکول ہی سے خصوصی انتظام کیا گیا جس میں جمناسٹک، اسپورٹس وغیرہ لازمی ہیں۔
۶۔ اسی طرح یہ نظریہ پیش کیا گیا ہے کہ صحت مندرجہ قوم کی پیداواری صلاحیت کو بڑھانے اور عوامی پیشیاں منظم کرنے میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔

۷۔ میٹرک تک عمرانی سائنسی اور نظریاتی مضامین کو لازمی کرنے کے ساتھ ساتھ انگریزی کی لازمی حیثیت ایک حیرت انگیز بات ہے۔

۸۔ بنیادی تعلیم میں عملی مساوات اور اعلیٰ تعلیم میں مقابلے کی بنیاد پر مواقع فراہم کئے جاتے ہیں۔
۹۔ تعلیمی تنظیم ایک امتیاز خصوصیت ہے۔ مالی امور میں ترقی پذیر ممالک کی نسبت خاصی بڑی رقم مختص کی جاتی ہے۔

۱۰۔ استاد کی مرکزیت اس نظام تعلیم کا نمایاں ترین پہلو ہے مگر ہمارا احساس یہ ہے کہ میٹرک تک اساتذہ کی خفیہ رپورٹس اور مقامی سطح پر پرچوں کی چیکنگ کے نظام سے یقیناً اقربا پروری اور نا انصافی کے دروانے کھلتے ہوں گے اور بہت سے طلبہ یا تو اساتذہ سے خائف رہتے ہوں گے یا استحصال کا شکار ہوتے ہوں گے یا چاروں اچھا لڑتھ لیگ کی سرگرمیوں سے وابستہ ہوتے ہوں گے جو جبر ہی کی ایک شکل ہے۔

۱۱۔ ایسی قضائیں ذہن بار آور ہونے کی بجائے موت کا شکار ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جدید چین میں چوٹی کے سائنس دان یا دیگر ماہرین علم زیادہ تعداد میں نہیں ہیں۔

۱۲۔ ایک سوشلٹ ملک ہونے کے باوجود نرسمی سے لے کر اعلیٰ تعلیم تک طلبہ کو فیس ادا کرنا پڑتی ہے اور ضروریات تعلیم خود پورا کرنی ہوتی ہیں، جس کی ادائیگی نہ کرنے والوں کے بچے زیر تعلیم سے محروم رہ جاتے ہیں۔

۱۳۔ فنی تعلیم کی حوصلہ افزائی ملکی معیشت میں بڑھ کی بڑی کی حیثیت رکھتی ہے۔
۱۴۔ درس گاہوں کی قلت سے نمٹنے کے لیے ٹی وی یونیورسٹی، جزدقی کالجوں، اور مکتوبائی کالجوں کا تجربہ مشکلا سے نمٹنے کا ایک اچھا راستہ ہے۔

۱۵۔ پرائمری تعلیم کا پورے چین میں ہر کمیون کی سطح تک نہ پہنچنا بہت کمزور پہلو ہے۔
۱۶۔ ثقافتی انقلاب کے انتہا پسندانہ فیصلے اور عمل نے چین کو تعلیمی لحاظ سے شدید نقصان پہنچایا، یہ چیز اس بات کی غماز ہے کہ سوشلٹ ملک ہونے کے باوجود، خالص مارکسزم کا نفاذ کس قدر تباہی کا موجب ہوتا ہے۔

اس کے باوصف ۱۹۷۶ء کے بعد چین کو اپنی معاشی، بین الاقوامی، سیاسی اور تعلیمی پالیسیوں میں عظیم تبدیلیاں لانی پڑیں۔

۱۷۔ فنون لطیفہ (آرٹ، میوزک، ڈرامے، ادب) کو انقلابی شعور اور وطن سے محبت کے لیے اہم آلات کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔

ماخذ

- ”تعلیم عامہ“۔ بینن - ۱۹۷۴ء ماسکو۔
- ”مدر ماؤزے تنگ کے اقوال“۔ ماؤزے تنگ - ۱۹۶۷ء۔ پکنگ۔
- ”چینا چین“ (انتخاب) نیشنل ایک فاؤنڈیشن - ۱۹۷۷ء۔ اسلام آباد۔
- (اپریل تا جون ۱۹۷۶ء سفرنامہ)
- ”اشتر اکی چین“ آئینہ ادب - ۱۹۷۷ء۔ لاہور۔
- (ایڈیٹر تسنیم لاہور کے مشاہدات) ارشاد احمد ایم اے۔
- ”آج کا چین“ ڈاکٹر ایس چندر شیکھر نیشنل اکیڈمی - ۱۹۶۲ء۔ دہلی (سفرنامہ)
- ”چین سرزمین اور باشندے“ علی ناصر زیدی۔ غلام علی اینڈ سنٹر، ۱۹۶۳ء لاہور۔
- (روزنامہ نولے وقت.... لاہور)
- ۔ مرتبہ کاچینی طلبہ سے اسٹوڈیو۔

- ★ “A Glance at China's Culture.” by Chai Pien, Peking, 1975.
- ★ “Education in China.” by K. E. Priestley, Hong Kong, 1963.
- ★ “Moslems in China Today” by David Lu, Hong Kong, 1965.
- ★ “Education for a Proletariat in Communism” by Wei-Tung Chi, Hong Kong, 1956.
- ★ “The Encyclopaedia of Education.”
- ★ “UNESCO – World Survey of Education” vol. 1, 1955.
- ★ UNESCO – Ibid. vol. 2.
- ★ UNESCO – Ibid. vol. 3, 1961.
- ★ UNESCO – Ibid. vol 4, 1962.
- ★ UNESCO – Ibid. vol. 5, 1971.

JOURNALS AND PERIODICALS

- ★ The China Quarterly, (1982, 1983), London.
- ★ Peking Review, Peking.
- ★ Beijing Review, Beijing.
- ★ New Times, Moscow.
- ★ Daily Pakistan Times, Lahore.
- ★ Daily The Muslim, Islamabad.